The Absolute Reality
www.quran4u.com

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ

مانگا ایک مانگنے والے نے، عذاب پڑنے (ہونے) والا، منکروں کے واسطے کوئی نہیں اس کو ہٹانے والا۔

القرآن الکریم ترجمہ و تفسیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جوناگڑھی

تفسیر: مولانا صلاح الدین یوسف

الْمَعَارِج

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ (١)
ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واضح ہونے والا ہے۔
لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (٢)
کافروں پر، جسے کوئی ہٹانے والا نہیں۔
مِّنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ (٣)
اس اللہ کی طرف سے جو سیڑھیوں والا ہے۔
تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ...
جس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں
...فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ (٤)
ایک دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔

فاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا (٥)
پس تو اچھی طرح صبر کر۔
إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا (٦)
بیشک یہ اس (عذاب) کو دور سمجھ رہے ہیں۔
وَنَرَاهُ قَرِيبًا (٧)
اور ہم اسے قریب ہی دیکھتے ہیں۔

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ (١)

ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا جو واضح ہونے والا ہے۔

کہتے ہیں یہ نضر بن حارث تھا یا ابو جہل تھا جس نے کہا تھا'

اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ (الأنفال ۳۲)

چنانچہ یہ شخص جنگ بدر میں مارا گیا۔

بعض کہتے ہیں اس سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں جنہوں نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی تھی اور اس کے نتیجے میں اہل مکہ پر قحط سالی مسلط کی گئی تھی۔

لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ (٢)

کافروں پر' جسے کوئی ہٹانے والا نہیں۔

مِّنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ (٣)

اس اللہ کی طرف سے جو سیڑھیوں والا ہے۔

یا درجات والا' بلندیوں والا ہے' جس کی طرف فرشتے چڑھتے ہیں۔

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ...

جس کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں

روح سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں' ان کی عظمت شان کے پیش نظر ان کا الگ خصوصی ذکر کیا گیا ہے' ورنہ فرشتوں میں وہ بھی شامل ہیں۔

یا روح سے مراد انسانی روحیں ہیں جو مرنے کے بعد آسمان پر لے جائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔

... فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ (٤)

ایک دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔

اس یوم کی تعیین میں بہت اختلاف ہے' جیسا کہ الم السجدہ کے آغاز میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہاں امام ابن کثیر نے چار اقوال نقل فرمائے ہیں۔

پہلا قول ہے کہ اس سے وہ مسافت مراد ہے جو عرش عظیم سے اسفل سافلین (زمین کے ساتویں طبقے) تک ہے۔ یہ مسافت ۵۰ ہزار سال میں طے ہونے والی ہے۔

دوسرا قول ہے کہ یہ دنیا کی کل مدت ہے۔ ابتدائے آفرینش سے وقوع قیامت تک' اس میں سے کتنی مدت گزر گئی اور باقی ہے' اسے صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

تیسرا قول ہے کہ یہ دنیا و آخرت کے درمیان کا فاصلہ ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ یہ قیامت کے دن کی مقدار ہے۔ یعنی کافروں پر یہ یوم حساب پچاس ہزار سال کی طرح بھاری ہو گا۔ لیکن مومن کے لیے دنیا میں ایک فرض نماز پڑھنے سے بھی مختصر ہو گا۔ **مسند احمد**

امام ابن کثیر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے کیوں کہ احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں زکوۃ ادا نہ کرنے والے کو قیامت والے دن جو عذاب دیا جائے گا اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'

حَتَّى يَحْكُمَ اللهُ بَيْنَ عِبَادِهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ
أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ **صحيح مسلم**'

"یہاں تک کہ اللہ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا' ایسے دن میں'
جس کی مدت تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال ہو گی"

اس تفسیر کی رو سے فِي يَوْمٍ کا تعلق عذاب سے ہو گا' یعنی وہ واقع ہونے والا عذاب قیامت والے دن ہو گا جو کافروں پر پچاس ہزار سال کی طرح بھاری ہو گا۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا (٥)

پس تو اچھی طرح صبر کر۔

إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا (٦)

بیشک یہ اس (عذاب) کو دور سمجھ رہے ہیں۔

وَنَرَاهُ قَرِيبًا (٧)

اور ہم اسے قریب ہی دیکھتے ہیں۔

دور سے مراد ناممکن اور قریب سے اس کا یقینی واقع ہونا ہے۔
یعنی کافر قیامت کو ناممکن سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ وہ ضرور آکر رہے گی اس لیے کہ
كُلُّ مَاهُوَ اٰتٍ فَهُوَ قَرِيبٌ" ہر آنے والی چیز قریب ہے"۔

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ (٨)
جس دن آسمان مثل تیل کی تلچھٹ کے ہو جائے گا۔
وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ (٩)
اور پہاڑ مثل رنگین اون کے ہو جائیں گے۔
وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا (١٠)
اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔
يُبَصَّرُونَهُمْ
(حالانکہ) ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں گے،
يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ (١١)
گناہ گار اس دن کے عذاب کے بدلے فدیے میں اپنے بیٹوں کو۔
وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ (١٢)
اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو۔
وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ (١٣)
اور اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔
وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ (١٤)
اور روئے زمین کے سب لوگوں کو دینا چاہے گا تاکہ یہ اسے نجات دلا دے۔

كَلَّا ...
(مگر) ہرگز یہ نہ ہو گا'
... إِنَّهَا لَظَى (١٥)
یقیناً وہ شعلہ والی (آگ) ہے۔
نَزَّاعَةً لِّلشَّوَى (١٦)
جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔
تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى (١٧)
وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جو پیچھے ہٹتا اور منہ موڑتا ہے۔
وَجَمَعَ فَأَوْعَى (١٨)
اور جمع کر کے سنبھال رکھتا ہے۔

يَوْمَ تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ (٨)

جس دن آسمان مثل تیل کی تلچھٹ کے ہو جائے گا۔

وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ (٩)

اور پہاڑ مثل رنگین اون کے ہو جائیں گے۔

یعنی دھنی ہوئی روئی کی طرح' جیسے سورۃ القارعۃ میں ہے۔ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ

وَلَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا (١٠)

اور کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔

يُبَصَّرُونَهُمْ ...

(حالانکہ) ایک دوسرے کو دکھا دیئے جائیں گے'

لیکن سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی' اس لیے تعارف اور شناخت کے باوجود ایک دوسرے کو نہیں پوچھیں گے۔

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ (١١)

گناہ گار اس دن کے عذاب کے بدلے فدیے میں اپنے بیٹوں کو۔

وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ (١٢)

اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو۔

وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ (١٣)

اور اپنے کنبے کو جو اسے پناہ دیتا تھا۔

وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ (١٤)

اور روئے زمین کے سب لوگوں کو دینا چاہے گا تاکہ یہ اسے نجات دلا دے۔

یعنی اولاد، بیوی، بھائی اور خاندان یہ ساری چیزیں انسان کو نہایت عزیز ہوتی ہیں، لیکن قیامت والے دن مجرم چاہے گا کہ اس سے فدیے میں یہ عزیز چیزیں قبول کر لی جائیں اور اسے چھوڑ دیا جائے۔

فَصِيلَةٌ خاندان کو کہتے ہیں، کیوں کہ وہ قبیلے سے جدا ہوتا ہے۔

كَلَّا ...

(مگر) ہرگز یہ نہ ہو گا،

... إِنَّهَا لَظَى (١٥)

یقیناً وہ شعلہ والی (آگ) ہے۔

یعنی وہ جہنم۔ یہ اس کی شدت حرارت کا بیان ہے۔

نَزَّاعَةً لِّلشَّوَى (١٦)

جو منہ اور سر کی کھال کھینچ لانے والی ہے۔

یعنی گوشت اور کھال کو جلا کر رکھ دے گی۔ انسان صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ جائے گا۔

تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى (١٧)

وہ ہر اس شخص کو پکارے گی جو پیچھے ہٹتا اور منہ موڑتا ہے۔

وَجَمَعَ فَأَوْعَى (١٨)

اور جمع کر کے سنبھال رکھتا ہے۔

یعنی جو دنیا میں حق سے پیٹھ پھیرتا اور منہ موڑتا تھا اور مال جمع کر کے خزانوں میں سینت سینت کر رکھتا تھا، اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا تھا نہ اس میں سے زکوٰۃ نکالتا تھا۔ اللہ تعالیٰ جہنم کو قوت گویائی عطا فرمائے گا اور جہنم بزبان قال خود ایسے لوگوں کو پکارے گی، جن پر ان کے عملوں کی پاداش میں جہنم واجب ہو گی۔

بعض کہتے ہیں، پکارنے والے تو فرشتے ہی ہوں گے اسے منسوب جہنم کی طرف کر دیا گیا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ کوئی نہیں پکارے گا، یہ صرف تمثیل کے طور پر ایسا کہا گیا ہے۔ مطلب ہے کہ مذکورہ افراد کا ٹھکانا جہنم ہو گا۔

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا (١٩)

بیشک انسان بڑے کچے دل والا بنایا گیا ہے۔

إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا (٢٠)

جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو بڑبڑا اٹھتا ہے۔

وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا (٢١)

اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔

إِلَّا الْمُصَلِّينَ (٢٢)

مگر وہ نمازی۔

الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ (٢٣)

جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ (٢٤)

اور جن کے مالوں میں مقررہ حصہ ہے۔

لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (٢٥)

مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بچنے والوں کا بھی۔

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ (٢٦)

اور جو انصاف کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ (٢٧)

اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ (٢٨)

بیشک ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ (٢٩)
اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی (حرام سے) حفاظت کرتے ہیں۔
إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (٣٠)
ہاں ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں۔
فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُوْلَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (٣١)
اب جو کوئی اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈے گا تو ایسے لوگ حد سے گزر جانے والے ہوں گے۔
وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ (٣٢)
اور جو اپنی امانتوں کا اور اپنے قول و قرار کا پاس رکھتے ہیں۔
وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ (٣٣)
اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے اور قائم رہتے ہیں۔
وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (٣٤)
اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔
أُوْلَئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ (٣٥)
یہی لوگ جنتوں میں عزت والے ہوں گے۔

إِنَّ الْإِنسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا (١٩)

بیشک انسان بڑے کچے دل والا بنایا گیا ہے۔

سخت حریص اور بہت جزع فزع کرنے والے کو هَلُوع کہا جاتا ہے' جس کو ترجمے میں بڑے کچے دل والا سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیوں کہ ایسا شخص ہی بخیل و حریص اور زیادہ جزع فزع کرنے والا ہوتا ہے' آگے اس کی صفت بیان کی گئی ہے۔

إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا (٢٠)

جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو ہڑبڑا اٹھتا ہے۔

وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا (٢١)

اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔

إِلَّا الْمُصَلِّينَ (٢٢)

مگر وہ نمازی۔

الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ (٢٣)

جو اپنی نماز پر ہمیشگی کرنے والے ہیں۔

مراد ہیں مومن کامل اور اہل توحید' ان کے اندر مذکورہ اخلاقی کمزوریاں نہیں ہوتیں' بلکہ اس کے برعکس وہ صفات محمودہ کے پیکر ہوتے ہیں۔ ہمیشہ نماز پڑھنے کا مطلب ہے' وہ نماز میں کوتاہی نہیں کرتے' ہر نماز اپنے وقت پر نہایت پابندی اور التزام کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ کوئی مشغولیت انہیں نماز سے نہیں روکتی اور دنیا کا کوئی فائدہ انہیں نماز سے غافل نہیں کرتا۔

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ (٢٤)

اور جن کے مالوں میں مقررہ حصہ ہے۔

یعنی زکوۃ مفروضہ۔ بعض کے نزدیک یہ عام ہے' صدقات واجبہ اور نافلہ دونوں اس میں شامل ہیں۔

لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ (٢٥)

مانگنے والوں کا بھی اور سوال سے بچنے والوں کا بھی۔

محروم میں وہ شخص بھی داخل ہے جو رزق سے ہی محروم ہے' وہ بھی جو کسی آفت سماوی وارضی کی زد میں آکر اپنی پونجی سے محروم ہو گیا اور وہ بھی جو ضرورت مند ہونے کے باوجود اپنی صفت تعفف کی وجہ سے لوگوں کی عطا اور صدقات سے محروم رہتا ہے۔

وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ (٢٦)

اور جو انصاف کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔

یعنی وہ اس کا انکار کرتے ہیں نہ اس میں شک وشبہ کا اظہار۔

وَالَّذِينَ هُم مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِم مُّشْفِقُونَ (٢٧)

اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔

یعنی اطاعت اور اعمال صالحہ کے باوجود' اللہ کی عظمت و جلالت کے پیش نظر اس کی گرفت سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں' اور یقین رکھتے ہیں کہ جب تک اللہ کی رحمت ہمیں اپنے دامن میں نہیں ڈھانک لے گی' ہمارے یہ اعمال نجات کے لیے کافی نہیں ہوں گے۔ جیسا کہ اس مفہوم کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ (٢٨)

بیشک ان کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں۔

یہ سابقہ مضمون ہی کی تاکید ہے کہ اللہ کے عذاب سے کسی کو بھی بے خوف نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر وقت اس سے ڈرتے رہنا اور اس سے بچاؤ کی ممکنہ تدابیر اختیار کرتے رہنا چاہئیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ (٢٩)

اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی (حرام سے) حفاظت کرتے ہیں۔

إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (٣٠)

ہاں ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں۔

یعنی انسان کی جنسی تسکین کے لیے اللہ نے دو جائز ذرائع رکھے ہیں ایک بیوی اور دوسری ملک یمین (لونڈی)۔

آج کل ملک یمین کا مسئلہ تو اسلام کی بتلائی ہوئی تدابیر کی رو سے تقریباً ختم ہو گیا ہے' تاہم اسے قانوناً اس لیے ختم نہیں کیا گیا ہے کہ آئندہ کبھی اس قسم کے حالات ہوں تو ملک یمین سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

بہرحال اہل ایمان کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جنسی خواہش کی تکمیل و تسکین کے لیے ناجائز ذریعہ اختیار نہیں کرتے۔

فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (٣١)

اب جو کوئی اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈے گا تو ایسے لوگ حد سے گزر جانے والے ہوں گے۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ (٣٢)

اور جو اپنی امانتوں کا اور اپنے قول و قرار کا پاس رکھتے ہیں۔

یعنی ان کے پاس لوگوں کی جو امانتیں ہوتی ہیں' اس میں وہ خیانت نہیں کرتے اور لوگوں سے جو عہد کرتے ہیں' انہیں توڑتے نہیں' بلکہ ان کی پاسداری کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُم بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ (٣٣)

اور جو اپنی گواہیوں پر سیدھے اور قائم رہتے ہیں۔

یعنی اسے صحیح صحیح ادا کرتے ہیں' چاہے اس کی زد میں ان کے قریبی عزیز ہی آ جائیں' علاوہ ازیں اسے چھپاتے بھی نہیں' نہ اس میں تبدیلی ہی کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (٣٤)

اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ (٣٥)

یہی لوگ جنتوں میں عزت والے ہوں گے۔

فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ (٣٦)

پس کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ تیری طرف دوڑتے آتے ہیں۔

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ (٣٧)

دائیں اور بائیں سے گروہ کے گروہ۔

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ (٣٨)

کیا ان میں سے ہر ایک کی توقع یہ ہے کہ وہ نعمتوں والی جنت میں داخل کیا جائے گا؟

كَلَّا ...

(ایسا) ہرگز نہ ہو گا۔

... إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ (٣٩)

ہم نے انہیں اس (چیز) سے پیدا کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں۔

فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ (٤٠)

پس مجھے قسم ہے مشرقوں اور مغربوں کے رب کی (کہ) ہم یقیناً قادر ہیں۔

عَلَى أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ...

اس پر کہ انکے عوض ان سے اچھے لوگ لے آئیں

... وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ (٤١)

اور ہم عاجز نہیں ہیں۔

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا...

پس تو انہیں جھگڑتا کھیلتا چھوڑ دے

...حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ (٤٢)

یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوفِضُونَ (٤٣)

جس دن یہ قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کہ وہ کسی جگہ کی طرف تیز تیز جا رہے ہیں۔

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ...

ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی' ان پر ذلت چھا رہی ہو گی'

... ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ (٤٤)

یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ (٣٦)

پس کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ تیری طرف دوڑتے آتے ہیں۔

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ (٣٧)

دائیں اور بائیں سے گروہ کے گروہ۔

یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے کفار کا ذکر ہے کہ وہ آپ کی مجلس میں دوڑے دوڑے آتے' لیکن آپ کی باتیں سن کر عمل کرنے کے بجائے ان کا مذاق اڑاتے اور ٹولیوں میں بٹ جاتے۔ اور دعویٰ یہ کرتے کہ اگر مسلمان جنت میں گئے تو ہم ان سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ اللہ نے اگلی آیت میں ان کے اس زعم باطل کی تردید فرمائی۔

أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَن يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ (٣٨)

کیا ان میں سے ہر ایک کی توقع یہ ہے کہ وہ نعمتوں والی جنت میں داخل کیا جائے گا؟

كَلَّا ...

(ایسا) ہرگز نہ ہو گا۔

یعنی یہ کس طرح ممکن ہے کہ مومن اور کافر دونوں جنت میں جائیں' رسول کو ماننے والے اور اس کی تکذیب کرنے والے دونوں کو اخروی نعمتیں ملیں؟ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

... إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّمَّا يَعْلَمُونَ (٣٩)

ہم نے انہیں اس (چیز) سے پیدا کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں۔

یعنی مَآءٍ مَّهِينٍ (حقیر قطرے) سے۔

جب یہ بات ہے تو کیا تکبر اس انسان کو زیب دیتا ہے؟ جس تکبر کی وجہ سے ہی یہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب بھی کرتا ہے۔

فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ (٤٠)

پس مجھے قسم ہے مشرقوں اور مغربوں کے رب کی (کہ) ہم یقیناً قادر ہیں۔

ہر روز سورج ایک الگ جگہ سے نکلتا اور الگ مغرب میں غروب ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے مشرق بھی بہت ہیں اور مغرب بھی اتنے ہی۔

مزید تفصیل کے لیے سورۂ صافات' ۵ دیکھیے۔

عَلَى أَن نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ...

اس پر کہ ان کے عوض ان سے اچھے لوگ لے آئیں

یعنی ان کو ختم کرکے ایک نئی مخلوق آباد کر دینے پر ہم پوری طرح قادر ہیں۔

... وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ (٤١)

اور ہم عاجز نہیں ہیں۔

جب ایسا ہے تو کیا ہم قیامت والے دن ان کو دوبارہ زندہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا ...

پس تو انہیں جھگڑتا کھیلتا چھوڑ دے

یعنی فضول اور لایعنی بحثوں میں پھنسے اور اپنی دنیا میں مگن رہیں' تاہم آپ اپنی تبلیغ کا کام جاری رکھیں' ان کا رویہ آپ کو اپنے منصب سے غافل' یا بددل نہ کر دے۔

... حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ (٤٢)

یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوفِضُونَ (٤٣)

جس دن یہ قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا کہ وہ کسی جگہ کی طرف تیز تیز جا رہے ہیں۔

أَجْدَاثٌ جمع ہے۔ جَدَثٌ کے معنی قبر ہیں۔

نُصُبٌ۔ تھانے' جہاں بتوں کے نام پر جانور ذبح کیے جاتے ہیں' اور بتوں کے معنی میں بھی استعمال ہے۔

یہاں اسی دوسرے معنی میں ہے۔

بتوں کے پجاری' جب سورج طلوع ہوتا تو نہایت تیزی سے اپنے بتوں کی طرف دوڑتے کہ کون پہلے اسے بوسہ دیتا ہے۔

بعض اسے یہاں عَلَمٌ کے معنی میں لیتے ہیں کہ جس طرح میدان جنگ میں فوجی اپنے عَلَمٌ (جھنڈے) کی طرف دوڑتے ہیں۔ اسی طرح قیامت والے دن قبروں سے نہایت برق رفتاری سے نکلیں گے۔

يُوفِضُونَ يُسْرِعُونَ کے معنی میں ہے۔

خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ...

ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی' ان پر ذلت چھا رہی ہو گی'

جس طرح مجرموں کی آنکھیں جھکی ہوتی ہیں کیونکہ انہیں اپنے کرتوتوں کا علم ہوتا ہے۔

... ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ (٤٤)

یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

یعنی سخت ذلت انہیں اپنی لپیٹ میں لے رہی ہو گی اور ان کے چہرے مارے خوف کے سیاہ ہوں گے۔
اسی سے غُلَامٌ مُرَاهِقٌ کی ترکیب ہے' جو قریب البلوغت ہو یعنی غَشِيَهُ الاِحْتِلَامُ۔ (فتح القدیر)

© Copy Rights:
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com